بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ — یوم سہ شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۳ امان ۱۳۴۳ ہش ۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ ۳ مارچ ۱۹۶۴ء	نمبر ۵۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲ مارچ بوقت ۹ بجے صبح

کل دن کے وقت حضور کو سینے کی تکلیف ہوگئی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تدبیر اور دعا دونوں کا پورا حق ادا کرنا چاہیئے فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے

ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں

"تدبیر اور دعا دونوں کا پورا حق ادا کرنا چاہیئے۔ تدبیر کرکے سوچے اور غور کرے کہ میں کیا شے ہوں۔ فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں۔ سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے۔ اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعے سے آسمان کا چشمہ جاری ہوتا ہے جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ ایک دن اور رات جس کی دعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا۔ ہر روز دیکھنا چاہیئے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں۔ نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے۔ اکثر لوگ رسمی نماز ادا کرتے اور بہت جلدی کرتے ہیں۔ جیسے ایک ناواجب ٹیکس لگا ہوا ہے جلدی گلے سے اتر جاوے۔ بعض لوگ نماز تو جلدی پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہیں کہ نماز کے وقت سے دگنا تگنا وقت لے لیتے ہیں۔ حالانکہ نماز تو خود دعا ہے جس کو یہ نصیب نہیں ہے کہ نماز میں دعا کرے اس کی نماز ہی نہیں۔ چاہیئے کہ اپنی نماز کو دعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کرلو۔ ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو۔"

(البدر ۸ مارچ ۱۹۰۴ء)

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کوالالمپور سے کراچی پہنچ گئے

کراچی ۲ مارچ۔ ہیگ کی عالمی عدالت کے جج محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مورخہ یکم مارچ کی صبح کو کوالالمپور سے یہاں پہنچے۔ آپ نے کوالالمپور میں عالمی کشیدگی پر منعقد ہونے والی کانفرنس میں ۲۴ فروری سے ۲۹ فروری تک شرکت فرمائی۔ آج سہ پہر پاکستان لیگل ایڈ ایسوسی ایشن کی طرف سے آپ کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ آپ ۳ مارچ کو ہیگ روانہ ہو جائیں گے۔

انتخاب نمائندگان برائے مجلس مشاورت

مجلس مشاورت کا اجلاس ۲۰، ۲۱، ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار بمقام ربوہ ہوگا۔ جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ نمائندگان کا انتخاب کرکے جلد از جلد اطلاع دیں۔ گزشتہ سال بہت سی جماعتوں کے نمائندگان نہ آسکے تھے۔ یہ طریق درست نہیں۔ سب جماعتوں کو چاہیئے کہ شوریٰ میں اپنے نمائندے بھجوائیں۔

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

اخبار احمدیہ

ربوہ — مورخہ ۲۸ فروری بروز جمعۃ المبارک یہاں نماز جمعہ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے پڑھائی۔ آپ نے قرآن مجید کی رو سے مومنوں کی صفات اور ان کے فرائض پر روشنی ڈال کر دفاع اسلام کے ضمن میں احباب جماعت کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

راولپنڈی — مکرم میجر مقبول احمد صاحب کے صاحبزادے منصور احمد صاحب کو بخار کے ساتھ دورے بھی پڑ رہے ہیں۔ اس وقت تک بارہ دورے پڑ چکے ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

تعلیم الاسلام کالج یونین کے دسویں آل پاکستان بین الکلیاتی مباحثے کامیابی اور خیر و خوبی کیساتھ اختتام پذیر ہوگئے

اُردو مباحثہ میں اول پوزیشن ایم سی کالج منڈی بہاؤالدین کے نسیم اختر نے حاصل کی ٹرافی ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے حصہ میں آئی

ربوہ — مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۶۴ء کو نصف شب کے قریب اردو مباحثہ کے فیصلہ کے بعد تعلیم الاسلام کالج یونین کے دسویں آل پاکستان بین الکلیاتی مباحثے نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئے۔ انگریزی مباحثہ جس کے نتائج کا اعلان یکم مارچ کے الفضل میں ہو چکا ہے ۲۸ فروری کی رات کو منعقد ہوا تھا۔ اردو مباحثہ ۲۹ فروری کی رات کو منعقد ہوا۔ اس میں مغربی پاکستان کی دو یونیورسٹیوں اور چودہ کالجوں کے نمائندہ مقررین نے حصہ لیا۔ اس میں اول پوزیشن ایم سی کالج منڈی بہاؤالدین کے نسیم اختر صاحب نے حاصل کی اور ٹرافی ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے حصہ میں آئی

(باقی صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۔ مارچ ۶۲ء

تجدید واحیائے دین اور مسیح موعودؑ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجدید و احیائے اسلام کے لئے جو کام کیا ہے وہ اپنی نوعیت میں انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان دین سے بے پرواہ ہو کر صرف دنیا کی طرف راغب ہو گئے تھے۔ ایک مدت تک مسلمان ساری دنیا پر چھائے چلے آئے تھے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک تمام معلوم دنیا یا تو براہ راست مسلمانوں کے قبضہ میں رہی تھی یا ان کے اثر میں تھی آج یورپ جو اپنی مادی ترقی کی وجہ سے بڑا مغرور نظر آتا ہے اسلام ہی سے متاثر ہو کر عیسائیت کے جمود سے رہا ہوا۔ دوسری طرف مشرقی ممالک ہندوستان اور چین حتیٰ کہ جزائر تک میں اسلام کی روشنی پہنچی اور مسلمانوں نے ہر جگہ اپنی سلطنتیں قائم کیں۔ وسط ایشیا اور مغربی ممالک کے بعد خاص کر ہندوستان میں مسلمانوں نے نہایت مضبوط حکومت قائم کی اور مغربی ممالک کے عروج تک مسلمان ہی دنیا کی فائق طاقت بنے رہے۔

جب مسلمانوں کا حکومت کے تعلق میں انحطاط شروع ہوا اور مغربی اقوام نے مسلمانوں کی جگہ لینی شروع کر دی اور ایک طرف سے مسلمانوں کو ان کے مقابلہ میں سیاسی شکست ہو گئی جو دور ابھی تک جاری ہے تو مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا ہو گیا اور وہ سمجھنے لگے کہ آج مسلمانوں کی بے اثری کی وجہ یہ ہے کہ سلطنت ان کے ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔

بے شک اسلامی ممالک میں دینی علوم کے بڑے بڑے ماہر پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور ہندوستان میں خاص کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ حضرت ولی اللہ شاہ علیہ الرحمۃ اور حضرت سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ جیسے مجدد مبعوث ہوئے جنہوں نے تجدید و احیائے دین کا کام کیا لیکن عام طور پر نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں پر بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر ایک مایوسی کا عالم چھاتا چلا گیا ہے اور آج بھی یہ حالت ہے کہ اگرچہ بہت سے اسلامی ممالک سیاسی لحاظ سے آزاد کہلاتے ہیں مگر مغربی سیاست کے اثر سے آزاد نہیں ہو سکے۔ آج بھی مغربی اقوام اپنی سیاسی اور مادی قوت میں فوقیت کی وجہ سے تمام دنیا کی ٹھیکیدار بنی ہوئی ہیں اور دنیا کے کسی کونے میں کوئی سیاسی حرکت ایسی نہیں ہوتی جس کے ساتھ ان اقوام کا تعلق ظاہر میں یا خفیہ طور پر نہ ہو مسلمانوں کے اس انحطاط کے زمانے میں بھی کم از کم ایسے لوگ ضرور پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا انحطاط سلطنت کے فقدان کی وجہ سے اتنا نہیں جتنا کہ مسلمانوں کا دین سے بے تعلقی کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ ہر اسلامی ملک میں ایسی تحریکیں کثرت سے ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں جن کا مقصد مسلمانوں میں دین کی رغبت از سر نو پیدا کرنا ہے مگر یہ تمام کی تمام تحریکیں کسی نہ کسی حد تک سیاست کا شکار ہوتی گئی ہیں۔ اور مسلمانوں میں اگرچہ ان تحریکوں کی وجہ سے کسی حد تک سیاسی بیداری تو ضرور پیدا ہو گئی ہے مگر یہ بیداری اسلامی نہیں کہلا سکتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بیداری انہی مفروضات پر انحصار رکھتی ہے جو مفروضات مغرب نے انسانی ترقی کے اپنے الحادی فلسفہ اور سائنس کی بناء پر وضع کر رکھے ہیں

مسلمانوں کی تاریخ میں یہ مرحلہ جتنا اہم ہے اتنا ہی اسلامی نقطہ نظر سے نہایت خطرناک بھی ہے اگر مسلمان مغربی طوفان کے ساتھ اسی طرح بہتے چلے جائیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام کا کوئی مستقبل نہیں ہے لیکن اسلام کوئی انسانی تحریک نہیں ہے۔ یہ قادر مطلق خدا کی جاری کردہ تحریک ہے اور کوئی انسانی تحریک خواہ وہ کتنی ہی گہری اور ہمہ گیر کیوں نہ ہو اس کو مٹا نہیں سکتی کیونکہ اسلام کا محافظ خود قادر مطلق خدا ہے جس کا دعویٰ ہے جس نے ہر آڑے وقت میں اسلام کی حفاظت ... مبعوث کر کے کی ہے۔ اور آج بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق اس نے اسلام کی حفاظت اور تجدید و احیا کے لئے وہ عظیم مصلح مبعوث ... جس کو الامام المہدی اور مسیح موعود کہا ... آپ نے مبعوث ہو کر جو کام ... وہ دنیا کے سامنے ہے۔ احمدیت کوئی محض ... تحریک نہیں ہے بلکہ ایک کھلم کھلا اسلامی تحریک ہے جو دجالیت عصری کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر اس دعوے کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے کہ وہ اس کو نمک کی طرح گھلا کر فنا کر دے گی اور دنیا ایک بار پھر اسلام کی آغوش میں آرام کی سانس لینے لگے گی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کام کیا ہے اس کا مختصر سا حال رسالہ "احمدیت کا پیغام" میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی زبان سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"اس غرض کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کو قشر کی بجائے مغز کی طرف توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ احکام کا ظاہر بھی نہایت اہم اور ضروری ہے لیکن بغیر باطن کی طرف توجہ کرنے کے انسان کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے ایک جماعت قائم کی اور بیعت میں یہ شرط مقرر کی کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ درحقیقت یہی مرض تھی جو مسلمانوں کو گھن کی طرح کھا رہی تھی۔ باوجود اس کے کہ دنیا ان کے ہاتھوں سے چھوٹ چکی تھی پھر بھی دنیا ہی کی طرف ان کی توجہ جاتی تھی۔ اسلام کی ترقی کے معنے ان کے نزدیک بادشاہتوں کا حصول رہ گیا تھا اور اسلام کی کامیابی کے معنے ان کے نزدیک مسلمان کہلانے والوں کی تعلیم اور ان کی تجارت کی ترقی تھی۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں اس لئے نہیں آئے تھے کہ لوگ مسلمان کہلانے لگ جائیں بلکہ آپ لوگوں کو حقیقی مسلمان بنانے آئے تھے جکی تعریف قرآن کریم نے یہ فرمائی ہے کہ من اسلم وجھہ للہ وہ اپنے سارے وجود کو خدا تعالےٰ کے لئے وقف کر دے اور اپنی دنیوی خواہشات کو دینی حاجات کے تابع کر دے۔ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتاً اسلام اور دیگر ادیان میں یہی فرق ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم علم حاصل نہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم تجارتیں نہ کرو۔ نہ یہ کہتا ہے کہ صنعت و حرفت نہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم اپنی حکومت کی مضبوطی کی کوشش نہ کرو۔ وہ صرف انسان کے نقطہ نگاہ کو بدلتا ہے۔ دنیا میں تمام کاموں کے دو نقطہ نگاہ ہوتے ہیں ایک قشر سے مغز حاصل کرنے کا نقطہ نگاہ ہوتا ہے اور ایک مغز سے قشر حاصل کرنے کا نقطہ نگاہ ہوتا ہے۔ جو شخص قشر سے مغز حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے بلکہ اکثر وہ ناکام رہتا ہے لیکن جو شخص مغز حاصل کرتا ہے اس کو ساتھ ہی قشر بھی مل جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کی تمام جدوجہد دین کے لئے تھی لیکن یہ نہیں کہ وہ دنیوی نعمتوں سے محروم ہو گئے ہوں۔ یہ تو ایک طبعی امر ہے جن لوگوں کو دین ملے گا دنیا لونڈی کی طرح ان کے پیچھے دوڑتی آئیگی لیکن دنیا کے ساتھ دین کا ملنا ضروری نہیں۔ بسا اوقات وہ نہیں ملتا۔ بسا اوقات

(باقی صفحہ ... پر)

دیکھو یہی تو فجر ہے نورِ ظہور کی

گونج اٹھی ہے فضاؤں میں صدا نفخ صور کی
چلنے لگی ہے نبض پھر اہل قبور کی

اُترے ہیں آسمان سے ... و ...
دیکھو یہی تو فجر ہے نورِ ظہور کی

عالم ہے "خر موسیٰ صعقاً" کا اس گھڑی
... تڑپ رہی ہے تجلائے طور کی

پھر کوئی کہہ رہا ہے "الستُ بربّکم"
صبحِ ازل بہار ہے یوم نشور کی

توبہ مغفرت کا سمندر ہے موجزن
اوقات کیا جناب کے جرم و قصور کی

پاکستان سے متعلق بعض آسمانی بشارتیں

از مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک الہامی دعا

"خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے"

(دافع البلاء صفحہ ۲۱)

لاہور کے اخبار "مشرق" میں "مارشل لاء سے مارشل لاء تک" کے عنوان سے معلوماتی مضامین کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ ان مضامین کی ۳۸ ویں قسط میں مقالہ نگار نے ریڈکلف ایوارڈ میں پاکستان سے کھلی بے انصافی پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ اہم انکشاف کیا ہے کہ

"ریڈکلف نے جس ایوارڈ پر ۹ اگست ۱۹۴۷ء کو دستخط کر کے اسے ماؤنٹ بیٹن کے حوالے کر دیا تھا وہ اور تھا اور جس ایوارڈ کا ۱۷ اگست کو اعلان کیا گیا وہ اس سے مختلف تھا۔ یہ شہادت ایک فائل میں موجود تھی جو کئی دوسری فائلوں کے ساتھ لاہور کے گورنمنٹ ہاؤس کے ایک سیف کے اندر گورنر موڈی کے ہاتھ لگیں۔ گورنر موڈی نے یہ فائل قائداعظم کو بھیج دی۔ اس طرح اس بات کا پتہ چلا کہ ۹ اگست اور ۱۷ اگست کے درمیان ماؤنٹ بیٹن نے ریڈکلف سے اپنے ایوارڈ میں تبدیلیاں کرائیں تھیں۔ پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر ریڈکلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ ضلع گورداسپور جو بہرحال مسلم اکثریت کا ضلع تھا قطعی طور پر پاکستان کے حصہ میں آ رہا تھا لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروزپور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں نہ ضلع گورداسپور (سوائے تحصیل شکرگڑھ کے) پاکستان کا حصہ بنا"

اس جدید تحقیق سے ان اصحاب کی کھلی تردید ہوتی ہے جو پندرہ سال سے یہ افواہیں پھیلا رہے تھے کہ ضلع گورداسپور پاکستان کا حصہ تھا سر ظفر اللہ نے اسے ہندوستان کے حوالے کر دیا۔

(آزاد ۱۹ دسمبر ۱۹۴۹ء بیان شیخ حسام الدین)

صاحب (بی۔ اے) نگار اس حقیقت کے باوجود معلوم نہیں کہ مقالہ نگار کو کیا خیال آیا کہ انہوں نے یہ تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ کمیشن کے سامنے دلائل کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ساتھ ہی یہ گرہ لگا دی کہ

"سر ظفر اللہ خان (جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے) خود بھی ایک افسوسناک حرکت کر چکے تھے انہوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔"

لطیفہ یہ ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ایوارڈ کے سامنے سرے سے جماعت کی طرف سے پیش ہی نہیں ہوئے۔ چنانچہ خود حکومت پاکستان ۲۹ مئی ۱۹۵۲ء کو ایک مفصل بیان شائع کیا کہ

"آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان ہرگز جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش نہیں ہوئے نہ آپ نے ان کی طرف سے کسی کیس کی وکالت کی اور نہ انہوں نے کبھی بحث کے دوران میں وہ باتیں کیں جو ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔"

اس ضمن میں معزز قارئین جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد کا ایک حقیقت افروز مضمون مطالعہ فرما چکے ہیں جو الفضل ۱۳ فروری ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا ہے اور جس میں آپ نے حقائق و واقعات کی روشنی میں ثابت کر دکھایا کہ یہ الزام محض سہو نہیں ایک تاریخی جرم ہے۔ اس مضمون پر کئی دن گذر چکے ہیں اور ہم منتظر تھے کہ مقالہ نگار کیا جواب دیتے ہیں کہ اخبار "مشرق" نے "تقسیم ہند اور احمدی جماعت" کے عنوان سے ایک دوسرے صاحب کا مضمون شائع کر ڈالا۔

"تقسیم ہند اور احمدی جماعت" کے آغاز میں "ارشاد" ہوتا ہے کہ "میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقت ملت اسلامیہ کے سامنے واضح کر دوں کہ اس گروہ کا پاکستان کے متعلق نظریہ ہی انہیں عقیدہ کیا تھا۔ یقیناً بہت سی مسلمان جماعتوں نے نظریہ پاکستان سے اختلاف کیا۔ لیکن یہ اختلاف سیاسی افکار پر مبنی تھا نہ کہ کسی الہامی عقیدہ پر۔"

اس تمہید کے بعد "مشرق" کے کالموں میں صاحب مضمون نگار نے وہی حوالہ جات دہرا دیئے ہیں جو بعض اصحاب کی طرف سے بدف سے پیش کئے جاتے رہے ہیں۔ اور جن کو زوردار بنانے اور جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے لئے عرصہ ہوا ملتان شہر سے "ناظم اعلیٰ انجمن خدام احمد صلے اللہ علیہ وسلم" نے تازہ ترین الہام "اکھنڈ ہندوستان" کے نام سے ایک پمفلٹ بھی شائع کیا تھا اور اس میں از خود یہ فقرہ تصنیف فرما کر اسے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالے کی طرف منسوب کر دیا تھا کہ

"اس لئے جماعت احمدیہ کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے۔"

مذکورہ مضمون میں گو ان الفاظ کا تو اضافہ نہیں کیا گیا۔ مگر اقتباسات کی اشاعت سے قطعی طور پر یہی تاثر پیدا کرنا مقصود ہے کہ جماعت احمدیہ کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے۔

حق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا "الہامی عقیدہ" پاکستان کے بارہ میں قطعی طور پر یہی ہے کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کو جناب الٰہی سے عطا ہونے والی آسمانی بشارتوں کے تحت معرض ظہور میں آیا ہے اور آئندہ اسلام کی ترقی و اشاعت اور عالمگیر غلبہ کا اس سے نہایت گہرا تعلق ہے چنانچہ چند الہامات بطور نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

اول۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منصب ماموریت پر سرفراز ہوتے وقت مارچ ۱۸۸۲ء میں جو الہامات ہوئے۔ ان میں سے ایک الہام یہ بھی تھا

یمکرون ویمکر اللہ
واللہ خیر الماکرین
الفتنۃ ھٰھنا فاصبر
کما صبر اولوا العزم
قل رب ادخلنی مدخل
صدق" (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ ۱۱ صفحہ ۳۳۲)

۱۸۹۸ء میں حضور نے اس الہام کے ترجمہ میں تحریر فرمایا۔

"عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہوں گے۔ کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے"

(دافع البلاء صفحہ ۲۱)

سبحان اللہ! کس طرح ماموریت کے اولین الہام میں پہلے ریڈکلف ایوارڈ میں عیسائیوں کی سازش کی خبر دی گئی پھر پاک زمین یعنی "پاکستان" کے نام کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس "پاک زمین میں داخلہ" ہجرت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہجرت سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسری جگہ فرمایا ہے کہ

"انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں۔ تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔"

(اخبار بدر ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

خدا کی قدرت ہے کہ یہ ہجرت کی پیشگوئی بھی "فضل عمر" کے ذریعہ سے پوری ہوئی۔

دوم۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے ۱۹۳۶ء میں فرمایا

"ہم نے تو کبھی اس بات سے انکار نہیں کیا۔ کہ اسلامی حکومت کے قیام کے سب سے زیادہ خواب ہمیں ہی آتے ہیں۔ اور خواب آنا تو لوگ ایک وہم سمجھتے ہیں

"اسلام کی ترقی خدائی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ اب اسلام آگے ہی کی طرف قدم بڑھائے گا۔"

(الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۴)

ہمیں تو الہام ہوتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں دنیا میں قائم کی جائیں گی"۔

(الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ)

چنانچہ اس الہامی پیش گوئی کے عین مطابق پاکستان کا قیام عمل میں آگیا اور خدا کی بات بڑی شان سے پوری ہوئی۔

سوم:- پاکستان میں ہجرت کے بعد کسی صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بذریعہ رقعہ دریافت کیا کہ کیا حضور کو پاکستان کے استحکام کے متعلق بھی کوئی اطلاع خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے اس پر حضور نے لاہور کے ایک جلسہ عام میں ارشاد فرمایا:-

"اسلام کی ترقی خدائی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ اب اسلام آگے ہی کی طرف قدم بڑھائے گا"۔

(الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۴۸ء صفحہ)

بیاد رہے اس نوعیت کی بعض دوسری آسمانی بشارتوں کے پیش نظر حضور نے قیام پاکستان کے پہلے سال سے ہی جماعت احمدیہ کو یہ ہدایت فرما رکھی ہے کہ:-

"مجھے اللہ تعالیٰ اپنی خاص مشیت کے ماتحت پاکستان لایا ہے تاکہ مسلمانوں کی ایک مضبوط اور طاقتور حکومت بن جائے اور ایک دفعہ پھر اسلامستان قائم ہو جائے جہاں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت ہو اور ہم انشاء اللہ اس کو استوار کر کے چھوڑیں گے بے شک لوگ اسے مجذوب کی بڑ سمجھیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں پاکستان کو ذلت کے مقام سے اٹھا کر بلندی کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں نہیں کہتا کہ میں اس کام کو مکمل کر لوں گا لیکن میں اس عمارت کو بنتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ اس عمارت کی تیاری کے لئے کمر ہمت باندھ لیں اور ان اہم ذمہ داریوں کو جو آزادی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں [illegible] خوش اسلوبی سے [illegible]"

(الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)

باقی رہا یہ امر کہ حضرت اقدس نے قیام پاکستان سے قبل کسی الہام یا خواب سے جس میں برصغیر ہند و پاک میں اسلام و احمدیت کی وسیع اشاعت کا اشارہ پایا جاتا ہے کوئی بات اجتہاداً فرمائی اور ڈائری نویس کے بیان کے مطابق یہ بھی کہا کہ ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا ہوں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد دور ہو"۔ تو ان الفاظ کی تشریح و توضیح قبل ازیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات میں موجود ہے۔ چنانچہ حضور نے پارلیمنٹری مشن کی آمد پر الفضل ۶ اپریل ۱۹۴۶ء کو ایک مفصل مضمون میں تحریر فرمایا تھا کہ:-

"ہندوستان کی خدمت ہندوؤں نے تو انگریزی زمانہ میں انگریزوں کی مدد سے کی ہے لیکن ہم نے اس ملک کی ترقی کے لئے آٹھ سو سال تک کوشش کی ہے پشاور سے لیکر منی پور تک اور ہمالیہ سے لے کر مدراس تک ان محبان وطن کی لاشیں ملتی ہیں جنہوں نے اس ملک کی ترقی کے لئے اپنی عمریں خرچ کر دی تھیں ہر علاقہ میں اسلامی آثار پائے جاتے ہیں۔۔۔ پھر ہم اسے غیر کیونکر کہہ سکتے ہیں کیا سپین میں سے نکل جانے کی وجہ سے ہم اسے بھول گئے ہیں ہم یقیناً اسے نہیں بھولے ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے اسی طرح ہم ہندوستان کو نہیں چھوڑ سکتے یہ ملک ہمارا ہندوؤں سے زیادہ ہے ہماری سستی اور غفلت سے عارضی طور پر ہمارے ہاتھ سے گیا ہے ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہوگا اور اسلام کے خوبصورت اصول کو پیش کر کے ہم اپنے ہندو بھائیوں کو خود اپنا جزو بنالیں گے اس کے لئے ہمیں رستہ کھلا رکھنا چاہیئے"۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ مستقبل میں عارضی جدائی کو ختم کرنے کا ہماری ذریعہ حضور کے نقطہ نگاہ میں یہ ہے کہ جس طرح پاکستان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اسی طرح ہندوستان کے اکثر باشندے بھی تبلیغ کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔ اور پاکستان کی طرح ہندوستان بھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آجائے اس طرح بالفاظ دیگر ہندوستان بھی پاکستان بن جائے گا۔ چنانچہ حضور نے ۱۹۴۴ء میں بھی فرمایا:-

"تحریک کے سیاسی امور میں ہمیں ہر طرح مسلم لیگ کی مدد کرنی چاہیئے کیونکہ وہ مسلمانوں کے فائدہ کے لئے کام کر رہی ہے۔ پاکستان کے معاملہ میں ہمارا مسلک ان سے وسیع ہے۔ ہم سارے ہندوستان کو پاکستان بنانا چاہتے ہیں"۔

(الفضل ۸ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۲)

بالآخر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ پاکستان کا قیام چونکہ ان آسمانی بشارتوں کے مطابق ازل سے مقدر ہو چکا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی قیادت میں جماعت احمدیہ کو یہ توفیق بخشی کہ مسلم لیگ کے دوش بدوش قیام پاکستان کے لئے ہر اہم اور نازک موقعہ پر خدمات سر انجام دیں۔ اس مختصر مضمون میں ان خدمات کا ذکر کرنا موجب طوالت ہوگا اس لئے میں بطور مثال صرف ایک اقتباس پر اکتفا کروں گا۔

ایک کتابچہ "مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ" (شائع کردہ مجلس احرار اسلام قادیان مطبوعہ ۱۹۴۶ء) میں لکھا ہے کہ:-

"مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی پالیسی کو سراہا۔ اس کے بعد جب سنٹرل اسمبلی کے الیکشن ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے یہاں تک کہ جب مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار لاہور جو کسی زمانے میں مرزائیوں کے شدید ترین دشمن تھے ان کا سٹر گاباسے مقابلہ ہوا تو دفتر ضلع لیگ گورداسپور نے مرزا محمود احمد قادیانی کو ایک چٹھی لکھی جس کی نقل مطابق اصل درج کی جاتی ہے جس میں مرزائیوں کو قطعی طور پر مسلمان قوم تسلیم کیا گیا۔ دھوھذا!

دفتر ضلع مسلم لیگ بخدمت جناب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

محترمی و مکرمی! السلام علیکم

مسلم لیگ اور مسلمانان ہند کا مطالبہ یہ ہے کہ ہندوستان کو دو حصوں میں بانٹ دیا جائے جہاں مسلمان زیادہ ہیں وہ خود مختار حکومت پاکستان قائم کریں اور اپنے علاقہ میں آزاد ہو جائیں یہ تجویز انگریز اور ہندو کو پسند نہیں۔۔۔ قیام پاکستان میں انگریزی حکومت اور ہندو اپنی [illegible] تمنا کا خون دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جواہر لال نہرو نے کھلا چیلنج دے دیا ہے کہ مسلم لیگ کو کچل کر رکھ دیں گے۔ اس خطرناک اعلان جنگ میں احرار، خاکسار، یونینسٹ اور نام نہاد مسلمانوں نے ہندوؤں کی ظاہرہ امداد کا عزم کر لیا ہے۔ یہ سب جماعتیں پاکستان اور ترقی اسلام کی راہ میں کانٹے ہیں مسلمانوں کو ان سب سے دامن بچا کر آگے بڑھنا ہے۔ موجودہ انتخابات میں مسلم لیگی نمائندے اگر کامیاب ہو گئے تو قیام پاکستان اور آزادی اسلام کو نہ انگریز اور نہ ہندو روک سکیں گے اور اگر ہم اپنی غفلت سے خدانخواستہ ناکام رہے تو ہماری سیاسی موت لازمی ہے۔ گویا موجودہ انتخابات مسلمانوں کی آئندہ باوقار زندگی یا ذلیل موت کا سوال ہے۔ ہر مسلمان کو ذاتی منفعت اور برادری کی کشمکش سے بلند ہو کر ملت کی بہتری کے لئے سب کچھ قربان کر دینا چاہیئے۔ مرکزی اسمبلی دہلی کے لئے حضرت مولانا ظفر علی خان مالک اخبار زمیندار پرانے خادم اسلام مسلم لیگ کے امیدوار ہیں آپ ووٹر ہیں آپکا ووٹ قوم کی امانت ہے قوم آپ سے ووٹ کی بھیک مانگتی ہے۔ بروز ہفتہ ۲۵ اکتوبر [illegible] بمقام منگر ڈسٹرکٹ بورڈ بٹالہ ووٹ پڑینگے برائے نوازش آپ معہ دیگر ووٹران تشریف لاکر مولانا کے حق میں ووٹ دیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

عبدالعزیز ملک ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ضلع گورداسپور۔۔۔

اس چٹھی پر تمام مرزائی بٹالے گئے بٹالہ کے مسلم لیگی کارکنوں نے ان سے معانقہ کئے ووٹ مولانا ظفر علی خاں کے حق میں گذارے گئے دیگر بعض مسلم لیگ کے لیڈر لاہور سے بذریعہ کار تشریف لاکر اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھتے رہے"۔ (صفحہ ۱۹-۲۰)

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں پاکستان سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو نہایت وفاداری، خلوص اور دیانت سے سر انجام دینے کی توفیق بخشے اور ہماری اس نوزائیدہ مملکت کو اس درجہ سربلندی عطا فرمائے کہ وہ ممالک عالم کی صف اوّل میں شمار ہونے لگے اور دنیا بھر کی قومیں علمی و روحانی اعتبار سے اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں!! آمین یا رب العالمین۔

ایڈیٹوریل

بقیہ صفحہ ۲ سے

رہا سہا دین بھی ہاتھوں سے جاتا رہتا ہے پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انبیاء کے طریق پر چلتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حکم سے دین پر زور دینا شروع کیا۔ جس وقت آپ ظاہر ہوئے مسلمانوں میں دو قسم کی تحریکیں جاری تھیں۔ ایک تحریک یہ تھی کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں اس لئے انہیں دنیوی طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دوسری تحریک آپ نے چلائی کہ ہم کو دین کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا [illegible] ہمیں خود بخود دیدے گا"۔

(احمدیت کا پیغام صفحہ ۳۶ تا ۳۸)

بورنیو ——— دُنیا کا سب سے بڑا جزیرہ

مکرم مولوی بشارت احمد صاحب امروہی انچارج احمدیہ مشن بورنیو

مختصر حالات

بورنیو دنیا میں سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ شمالاً جنوباً لمبائی ۸۰۰ میل اور چوڑائی زیادہ سے زیادہ ۶۰۰ میل ہے۔ اس ملک کا بڑا حصہ کسی زمانہ میں ڈچ قوم کے قبضہ میں تھا۔ اس ملک کے مغربی ساحل پر سراوک کی ریاست ہے اس کے ساتھ ہی برونائی ریاست ہے۔ یہاں سلطان حاکم ہے۔ اس کے قریب ہی جزیرہ لابوان ہے۔ شمالی بورنیو آئر لینڈ سمجھنا چاہیئے۔ اس جزیرہ کے مغربی جانب چین کا سمندر اور مشرقی جانب سلیبس کے پانی ہیں۔ تیرھویں صدی عیسوی سے قبل عرب یہاں پہنچے تھے اور ان ہی کی دریافت تھی کہ اس جزیرہ میں قیمتی پتھر۔ سونا اور بعض مصالحہ جات بھی پائے جاتے ہیں۔ بارھویں صدی عیسوی میں منگولیا کی مغل حکومت جسے چنگیز خان نے قائم کیا تھا۔ ۱۳۰۰ء کے بعد اس جزیرہ پر حملہ کیا اور اس کے بعد جاوا کی ہندو حکومت نے بھی یہاں تک اپنے پیر پھیلائے۔ لیکن سماٹری نسل ملائیوں نے جلد ہی ان کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد یہاں مختلف ریاستیں قائم ہوگئیں جو فیڈریشن کی صورت میں حکومت کرنے لگیں۔ ۱۵۲۱ء میں اسپین کے رہنے والے اور پرتگیزی بھی تاجروں کی صورت میں آنے شروع ہوگئے ۱۶۰۰ء میں ڈچوں کو بھی موقعہ ہاتھ آیا اور وہ بھی آدھمکے۔ ۱۶۶۵ء میں انگریزوں نے بھی تاجرانہ حیثیت سے اپنے یورپین ہمعصروں سے پیچھے نہ رہنا چاہتے ہوئے اس طرف قدم بڑھایا اور شمالی بورنیو کے شمالی خلیج Marudu کے شمال میں آباد جزیرہ Balanbangan میں اپنے قدم جمائے لیکن مقامی باشندوں نے ٹھہرنے نہ دیا انہوں نے بھی ہمت نہ ہاری اور نقصان برداشت کرتے رہے بالآخر ۱۸۸۱ء میں شمالی بورنیو میں British North Borneo Provincial Association Limited ایک کمپنی کے قیام کی صورت میں قدم جمائے ۱۸۸۲ء میں یہی کمپنی British North Borneo Co. بن گئی اور اس علاقہ کے تمام املاک اور حاکمانہ حقوق دے دئے گئے۔ اب اس جزیرہ میں صرف دو قومیں ڈچ اور انگریز رہ گئے جنہوں نے آپس کی جنگ و جدال کو ۱۸۹۱ء میں ایک معاہدہ کر کے جزیرہ کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اور ۱۹۱۲ء میں اسے عملی صورت دے کر اپنی اپنی جگہ حکومت کا

انتظامی امور میں مصروف ہوگئے

شمالی بورنیو ۳۱۰۰۰ ہزار مربع میل میں پھیلا ہوا ہے اس حصہ میں پہاڑ زیادہ ہیں جن کی بلندی چار ہزار فیٹ سے تیرہ ہزار فٹ تک ہے۔ خلیج ماروڈو سے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ Kinabalu پہاڑ کا سلسلہ اسی میل تک چلتا ہے اس کی بلند ترین چوٹی ۱۳۴۵۵ فٹ بلند ہے۔ ساحل سمندر سے پچاس میل ہٹا کر ہے۔ پہاڑ کا یہ سلسلہ تیس میل تک چلتا ہے۔ اس کی بلند ترین چوٹی ۱۳۴۵۵ فٹ بلند ہے ساحل سمندر سے ۵۰ میل ہٹ کر ہے پہاڑ کا یہ سلسلہ مشرق۔ مغرب اور جنوب کی طرف بھی بڑھتا ہے۔ جنوب میں ۹۰۰۰ فیٹ کی بلندی پر پہاڑی چٹانیں Perpendicular صورت اختیار کر جاتی ہیں اور اس طرف سے بڑھنا ناممکن ہو جاتا ہے البتہ Tamparuli side سے اس کی چوٹی تک جانا ممکن ہو جاتا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک چوٹی Tambuyukan سات ہزار فٹ بلند ہے گیارہ ہزار فیٹ بلندی سے اس کی شاخیں مختلف جانبوں میں پھیلتی ہیں۔ مغربی حصہ میں اس کی ایک چوٹی ۵۰۰۰ فٹ بلند ہو جاتی ہے۔ ان پہاڑی سلسلوں کے درمیان ہی وادیاں آجاتی ہیں جن میں مختلف اقوام آباد ہیں۔ اور جن کا گذارہ ترکاری یا دھان کی کاشت پر ہے ساحلوں میں بعض میدان بھی ہیں Kinabatangan میدان بڑا ذرخیز اور شاداب ہے اکثر دریا اس میں گذرتے ہیں۔ زمین میں نمی رہتی ہے اسلئے گھنا جنگل بھی ہے اس کے علاوہ Tambunan اور Keningau دو میدان grassy land ہیں۔

آبادی:۔ مشرقی ساحل اور اندرون ملک کا ایک بڑا حصہ جنگلوں اور غیر آباد علاقوں پر مشتمل ہے ۱۹۶۰ء کی اعداد و شماری کے بموجب کل آبادی ۴۵۴۴۲۱ ہے مغربی ساحلی علاقوں میں آبادی چالیس فی صدی ہے گویا فی مربع میل چھیاسٹھ آدمی آباد ہیں۔ ضلع کے تناسب کے لحاظ سے جیسلٹن ضلع میں اوسط فی مربع میل ۱۹۰ افراد ہے باقی حصوں میں تناسب فی مربع میل صرف دو افراد ہے ذیل میں اقوام کی آبادی اور ان کی تعداد کا ایک نقشہ پیش ہے

ڈوسن (کدازان)	۱۴۵۲۲۹	Murut	۲۲۱۳۸
Bajau	۵۹۷۱۰	متفرق مقامی	۶۹۴۶۲
چینی	۱۰۴۵۴۲	یورپین	۱۸۹۶
دیگر غیر مقامی	۴۱۴۸۵		

تفصیل اقوام:۔ ڈوسن آبادی کے لحاظ سے ساری آبادی کا قریباً نصف ہے۔ ملائی زبان میں ڈوسن کا مفہوم People of Sardal ہے زمیندار قوم ہے۔ پرامن اور قانون کی پابند ہے زراعت اور دوسری اقوام کی نسبت بہتر رنگ میں کرتی ہے ملک کے شمال مغرب میں اس کی کثرت ہے۔

مروت:۔ پہاڑی علاقوں میں اکثر آباد ہیں۔ قد چھوٹا اور شکاری طبیعت کے مالک لوگ ہیں اکثر کی زندگی بدوانہ زندگی ہے لوٹ مار اور گھوم پھر کر گذر اوقات کرتے ہیں۔

باجو:۔ کل آبادی کا ۱/۷ حصہ ہیں ساحل کے ساتھ ساتھ آباد ہیں مچھلی کے شکار پر گذر اوقات ہوتی ہے Kadayan زمیندار پیشہ لوگ ہیں نسلاً ساڈی ہیں Cheah اور ENT کے صوبوں میں ان کی کثرت ہے

AULA Sulu مشرقی ساحل کے شہر سنڈاکن سے انڈونیشیا بورنیو تک آباد ہیں تعداد پانچ ہزار سے کچھ زیادہ ہے مچھلی کے شکار اور ناریل کی کاشت پر گذر ہے۔ چینی تاجر باغبانی اور آرٹسٹ ہیں ملک کے ہر حصہ میں تجارت پر ان کا قبضہ ہے غیر معروف دیہات تک میں ان کی دکانیں نظر آتی ہیں ان کے علاوہ اور بہت سی چھوٹی چھوٹی اقوام ہیں جن کی تعداد قلیل ہے جن میں ILANUNS اور BESANYAS مشہور ہیں ان کو The Orang Sungei دریائی لوگ کہتے ہیں یہ Padas اور Kinabatangan دریاؤں کیا علی الترتیب آباد ہیں آبادی دس ہزار کے لگ بھگ ہے ان میں بحری ڈاکو بھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں مذہب کے لحاظ سے یہ لوگ کچھ مسلمان اور کچھ مشرک ہیں

مذہب:۔ کل آبادی کے تیسرے حصہ سے کچھ زیادہ مسلمان ہیں ستر فی صدی عیسائی لوگ ہیں اور باقی مشرک ہیں مسلمانوں کی اکثریت باجو ملائی۔ سولو۔ کیڈایان اقوام میں ہے ڈوسن قوم میں سے بھی ایک حصہ مسلمان ہے اکثریت عیسائی اور مشرک ہے

بڑے بڑے شہر:۔ جیسلٹن ملک کا مرکزی شہر ہے گورنر کی رہائش یہیں ہے Gaya Bay پر آباد ہے اچھی بندرگاہ ہے ریڈیو سٹیشن ریلوے ورکشاپ وغیرہ Papar اسی نام کے دریا پر آباد ہے سمندر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے ڈسٹرکٹ آفیسر یہاں رہتا ہے Beaufort جیسلٹن سے ۵۶ میل دور ہے ربڑ کی کاشت کا مرکز ہے بارش یہاں کثرت سے ہوتی ہے Tenum ساحل سمندر سے ۶۰۰ فٹ بلندی پر ہے ان ریزیڈنٹ کی رہائش گاہ ہے۔ Marudu Bay ملک کے شمال میں KUDAT پر واقع ہے بندرگاہ ہے ربڑ تمباکو کی تجارت کے لئے مشہور ہے گورنمنٹ ٹیلیگراف اور وائرلیس سٹیشن اس کے قریب واقع ہیں SANDAKAN اسی نام کی خلیج پر واقع ہے شمالی بورنیو سب سے بڑا شہر ہے ہانگ کانگ سنگاپور اور آسٹریلیا سے تجارت ہوتی ہے ربڑ اور ناریل کی کاشت کے علاقوں کا مرکز اور بندرگاہ ہے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ TAWAU انڈونیشین بورنیو کی حدود پر واقع ہے اہم شہر ہے۔ اس ملک میں موسم کی کیفیت معتدل ہے ساحلی حصوں میں ٹمپریچر ۷۱ سے ۹۴ تک رہتا ہے ماہ اگست اور ستمبر میں بڑھ جاتا ہے

بارشیں:۔ شمالی مشرقی اور جنوب مغربی مون سون علی الترتیب نومبر سے جنوری تک اور اپریل سے اکتوبر تک چلتی ہیں ساحلی علاقوں میں ۱۵۱ (۳۰) انچ تا ۱۰۶ء۸ انچ تک بارش ہوتی ہے [illegible] استعمال کے لئے پانی چشموں کنوؤں اور مصنوعی ذخیروں سے مہیا کیا جاتا ہے پیداوار ربڑ ناریل۔ چاول۔ ساگو دانہ۔ افریقن آئل پام تمباکو وغیرہ ہے

احمدیت کا نفوذ:۔ کئی نور ماہ بارک کے ایک مخلص تاجر عبد القادر صاحب اپنے ہمشیرزادہ کے محمد کنجی کے ساتھ کسی زمانہ میں اس ملک میں کاروبار کے لئے آئے اور لابوان جزیرہ میں آکر آباد ہوگئے خدا کے فضل سے مخلص احمدی تھے اس لئے اپنی ممتاز عادات اور مذہبی روح کے باعث جلد تمام لوگوں میں مشہور ہوگئے۔

مسلمانوں نے آپ کی مخالفت کی یہاں تک کہ ایک روز تہیہ کرکے برملا اعلان کر دیا کہ آج ہم توکے عبد القادر اور اس کے بھانجے کو دکان سمیت جلا دیں گے یا قتل کر دیں گے آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے ایک تار دے دی اور آپ دکان کے اندر بند ہو کر بیٹھ رہے اور دعا کرتے رہے آپ کو ایک دوست سلیم شاہ نامی جو دودھ سپلائی کرتے تھے وہ تشریف لائے تو دیکھا دکان بند ہے آپ نے دستک دی اور وجہ دریافت کی کہ دکان کیوں بند ہے اس پر توکے عبد القادر صاحب (توکے) یہاں دکاندار کو کہتے ہیں نے سارا حال بیان کیا۔ سلیم شاہ صاحب کو بھی وہ تبلیغ کیا کرتے تھے سلیم شاہ صاحب جون پور کے ضلع (یوپی) کے رہنے والے ہیں اور یہاں دودھ کا کاروبار کرتے ہیں احمدیت کے متعلق وہ اپنے وطن سے سن چکے تھے توکے صاحب کے پاس فرصت کے اوقات میں آکر بیٹھا کرتے تھے اور احمدیت کا ذکر سنا کرتے تھے جب انہوں نے سنا کہ لوگ محض توکے صاحب کے احمدی ہونے کے باعث قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اپنے دودھ کے برتن دکان کے سامنے ہی رکھ دیئے اور بازار میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ وہ جو جسے جرأت ہے کہ وہ توکے صاحب پر حملہ کرے وہ آگے آجائے میں بھی احمدی ہونا ہوں مجھ پر اور ان پر حملہ کر کے دیکھ لے پھر سلیم شاہ صاحب نے بزور توکے صاحب سے دکان کھلوائی اور جزیرہ لابوان کے بڑے ملّا اور شرارتی کے پاس آپ گئے اور اپنے احمدی ہونے کا اعلان کرتے گئے کہ جس نے آج کے بعد دودھ بند کرنا ہے کر دے میں احمدی ہو گیا ہوں یوں خدا کے فضل سے لابوان میں ایک مخلص جماعت قائم ہوگئی سلیم شاہ صاحب نے اسی جزیرہ میں مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے بھی اپنی جگہ دے دی ہے اور ہر دو عمارتیں جماعت کے تعاون سے تیار کروائی ہیں آپ کی ساری اولاد خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہے اور چندوں میں حصہ لیتی ہے توکے عبد القادر صاحب اور ان کے بھانجے کے محمد کنجی صاحب اسی ملک میں وفات پا گئے اب ان کے عزیز جو خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہیں یہیں دکان پر کام کرتے ہیں ۱۹۴۵ء میں ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب مرحوم رائل آرمی میڈیکل کور کے ایک ممبر کی حیثیت سے اس ملک میں تشریف لائے تھے آپ لابوان میں ان دوستوں کو ملے یہ دوست بھی ڈاکٹر صاحب مرحوم کو مل کر کمال درجہ خوش ہوئے اور ان کے اعزاز میں ایک بکرا ذبح کر کے ایک عام دعوت کی فوج سے ریلیز ہونے کے بعد ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنے بیوی بچوں کو لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ارشاد کے ماتحت اس ملک میں تشریف لے آئے آپ یہاں اپنی پریکٹس کرتے تھے اور جماعت احمدیہ (باقی صفحہ پر)

جارحانہ تبلیغ کا نتیجہ ــــ درندگی و سفاکی

شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ تکفیر مسلم

جارحانہ تبلیغ کا نتیجہ ــــ درندگی و سفاکی

پاکستان میں سیاسی اور مذہبی حلقوں حادثوں پر جارحیت موجب ہے اگر سیاسی عناصر ایک دوسرے کو غدار، اغیار کے ایجنٹ اور ملک و ملت کے دشمن کے خطابات سے نوازتے ہیں تو مذہبی گروہ باہمی تکفیر کے خوگر ہیں۔ ایک فرقہ دوسرے کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دیتا ہے دوسرا اس پر زندیق و ملحد ہونے کا فتویٰ صادر کرتا ہے۔ تیسرے کا نعرہ ہے کہ میرے سوا باقی تمام فرقے جہنمی ہیں اور یوں امت کا حصہ سیاسی اور مذہبی تکفیر کا خوگر ہو چکا ہے اور جو سنجیدہ اہل علم اور اصحاب سیاست ہیں ان میں سے اکثر تو گوشہ نشین ہیں اور بعض کام تو کرتے ہیں لیکن غیر ثقہ اور فتنہ جو افراد نے عوام کی ذہنی ان کے [illegible] سے بڑی حد تک مرکاں ہے ـــ شدت پسند کا نعرہ، مرتکب توہین رسالت کا الزام لگانے والے اور اپنے سوا باقی سب کو کافر مرتد قرار دینے والے حضرات جب یہ فتاویٰ صادر کرتے ہیں تو منطقی طور پر انہیں بات کو یہاں تک پہنچانا پڑتا ہے کہ فلاں فرقہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سوء ادبی کا مرتکب ہے فلاں شخص، فلاں حضرت صاحب کا قائل نہیں ہے اور فلاں نے فلاں بڑی شخصیت کی بے ادبی کی ہے لہذا اس سے میل جول حرام ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اس کی عزت و آبرو اور جان تک نہ صرف یہ کہ واجب الاحترام نہیں بلکہ بعض یادہ گو اور جھگڑالو قسم کے مناظرین یہاں تک کہہ گزرتے ہیں کہ فلاں فرقے یا فلاں گروہ کے شخص کو قتل کر دینے سے یہ فضائل اور درجات حاصل ہوتے ہیں ـــ اگر وہ یہ بات صراحتاً نہ بھی کہیں تب بھی یہ الزام کہ کوئی بے باطن رحمت عالم بے انتہا اعلیٰ شان صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کا مرتکب ہے ایک عامی شخص کو اس کے خلاف مشتعل کرنے اور کسی مشتعل مزاج کو اسے موت کے گھاٹ اتارنے پر برانگیختہ کرنے کے لئے کافی ہے اور ٹھیک یہی صورت حال اس وقت درپیش آتی ہے جب پہلے تو (رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ) کسی شخص کو عقیدتمندی کا مرکز قرار دے کر اس کے بارے میں تقریباً اسی نوعیت کی عصبیت پیدا کی جاتی ہے جو معصوم عن الخطا نبی ہی کی ذات سے ہونی چاہیئے اور پھر اگر کوئی شخص اس شخصیت یا اس کے متعلقین سے کسی نوع کا اختلاف کرے تو اسے مردود قرار دے دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف نفرت و حقارت کا ماحول پیدا کر دیا جاتا ہے
مرشد و معبود کہیں آپ پہ صدقے ماں باپ
قربان) صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس یا کسی دینی یا مزعومہ مقدس شخصیت سے متعلق یہ اظہار کہ فلاں شخص ان کی توہین کا مرتکب ہوا ہے یہ ایسا اشتعال انگیز الزام ہے جس کا ردعمل شدید سے شدید تر ہو سکتا ہے اور اگر ہم غور کریں تو ماضی قریب میں اس قسم کے متعدد واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ عرصہ ہوا لائل پور کے ایک متدین عالم دین کو مسجد میں شہید کر دیا گیا اور قاتل نے برملا اعتراف کیا کہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے جو (نعوذ باللہ من ذلک) حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ تھا ـــ پھر لاہور میں ایک ممتاز عالم دین پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ کراچی اور اوکاڑے میں بھی اسی نوعیت کے متشددانہ اقدامات ہوئے اور ان سب میں ایک ہی ذہن کی جارحیت کار فرما رہی اور وہ یہ کہ ہر حملہ آور نے جس شخص پر حملہ کیا اسے خاتم النبیین آقائے نامدار احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ سمجھا اور اس کا علاج تجویز کیا قتل ـــــــــ اب لائل پور میں یہ اندوہناک واقعہ رونما ہوا کہ ایک فرقے کے ایک ظالم شخص نے اپنے ہی فرقے کے ایک ممتاز و سنجیدہ عالم کو دن دہاڑے انتہائی سفاکی سے ہلاک کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ یہ اور اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جو اب تک رونما ہو چکے ہیں اس نوع کے واقعات سیاست میں بھی رونما ہو چکے ہیں (لڑائی جھگڑے کے بھی ـ تشدد کے بھی اور جبر و تشدد کے بھی) اور اب یوں محسوس ہونے لگا ہے کہ شاید ذمہ داران نظم و نسق اور مذہبی (و سیاسی) جماعتوں اور گروہوں کے ذمہ دار احباب ابھی تک اس فتنے کی اہمیت کو محسوس ہی نہیں کر پاتے اور اگر کچھ احساس ہوا ہے تو وہ اس درجہ کا نہیں کہ جرأت مندانہ اقدام اس کے سد باب کے لئے کیا جا سکے اور ایسی تجاویز بروئے کار لائی جا سکیں جو اس ملک اور ملت کو اس فتنے کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رکھنے کا موثر ذریعہ ہوں

ہم انتہائی دردمندی سے یہ عرض کریں گے کہ دینی مسائل پر تشدد کا طریق کار ناقابل مذمت بھی ہے اور ناقابل برداشت بھی اور سیاسی معاملات میں جبر و تشدد اور اپنے سوا سبھی کو غدار وطن و دشمن سمجھنا نقصان رساں بھی ہے اور ملک کا پورے ملک کو خطرات کے سپرد کر دینے کا موجب بھی۔ ان دونوں محاذوں پر شدت کو ترک کرنا اور باہمی رواداری کو اختیار کرنا از بس ضروری ہے اگر مذہبی اور سیاسی ہر میدان میں موجودہ طرز عمل سے جو کچھ رونما ہو گا اس کے نتائج تباہ کن ہوں گے اور جب یہ آگ پھیل جائے گی تو اسے بجھانا کسی کے بس میں نہیں ہو گا۔

حکومت عملی اور عام شہریوں کو اپنے فرائض کا احساس محسوس کرنے چاہئیں اور فتنے کے سد باب کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے (المنبر لائل پور ۱۸ فروری ۱۹۶۶ء)

شیخ مجدد رح اور مسئلہ تکفیر مسلم

(چٹان ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء)

"کسی مسلمان کو کافر کہنا اکبر الکبائر ہے یعنی بڑے سے بڑا گناہ جو کسی مسلمان سے سرزد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کی تکفیر کی جائے۔ تمام آئمہ نے بالخصوص حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ نے اس بارے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ میں طالب علمی کے زمانہ میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی علم کلام کے موضوع پر ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا جبریوں قدریوں، اور معتزلیوں کے عقائد پر بحث کرتے ہوئے امام صاحب نے فرمایا :-

دو دم دو ہزار سال اور ہند کے ہزار کافر
کو کافر نہ کہنا خدا کے نزدیک اتنا
جرم نہیں۔ جتنا ایک مسلمان کو کافر
کہہ دینا جرم ہے ـــ

فقہائے کرام کا صحیح و معتمد اور مفتیٰ بہ فتویٰ یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے بلکہ یہاں تک فرمایا اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو از راہ اعتقاد کے نہیں صرف گالی کے طور پر دشنام کے کافر کہے تو وہ بھی کافر ہے صحیحین کی ایک روایت میں حضرت عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایما امرئٍ قال لاخیہ
کافر فقد باء بہا احدھما
زاد مسلم ان کان کما
قال والا رجعت الیہ

ترجمہ :- جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے
ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا
ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ
فی الحقیقت کافر ہے تو خیر ورنہ
یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ آئے گا

حضرت عبد اللہ ابن عمر رض سے بحوالہ طبرانی مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من کفر اھل لا الٰہ الا اللّٰہ
فھو الی الکفر اقرب -

ترجمہ
حضور نے فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ
کہنے والوں کی تکفیر کی وہ خود کفر سے زیادہ
قریب ہے۔

ریاض الصالحین تالیف شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے باب :-

اجراء احکام الناس علی الظاھر
وسرائرھم الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ یعنی شریعت کے احکام کا اجراء لوگوں
کے ظاہر پر ہوتا ہے انسان کے باطن
کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے

کا ملاحظہ ہو۔

بروایت مسلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا اور غیر اللہ کی پرستش کا انکار کیا تو اس کا مال اور اس کا خون مسلمان کے لئے حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (ریاض الصالحین ۱۹۶ مطبع مصطفیٰ البابی مصر)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں میں نے اور ایک انصاری نے دشمن کے ایک آدمی پر قابو پا لیا تو اس آدمی نے زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ بلند کیا۔ انصاری حملہ سے رک گیا مگر میں نے اپنا نیزہ اس کی چھاتی میں پیوست کر کے اسے قتل کر ڈالا جب ہم مدینہ شریف لوٹ کر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور دریافت فرمایا کہ اسامہ یہ درست ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے بعد تو نے اس آدمی کو قتل کیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ اس شخص نے محض جان بچانے کے لئے یہ کلمہ کہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بارہ سہ بارہ بلکہ کئی بار یونہی دہرایا :- یا اسامۃ اقتلتہ بعد ما قال لا الٰہ الا اللہ (اے اسامہ کیا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد تو نے اسے قتل کر ڈالا؟)

ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے۔ افلا شققت علی قلبہ حتی تعلم اقالھا ام لا۔

ترجمہ۔ تو نے اس کے قلب کو چیر کر دیکھ لیا کہ اس نے دل سے خلوص سے یہ کلمہ کہا ہے یا محض تلوار سے بچنے کے لئے کہا ہے۔

بورنیو: دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ

(بقیہ صفحہ ۵)

لئے آنریری مبلغ کے طور پر کام کرتے تھے آپ کا دستور تھا کہ اپنے زیر اثر لوگوں کو سال میں دو بار بڑے پیمانہ پر بلا کر جماعت کی دعوت کرتے اور تبلیغ کے لئے مواقع پیدا کر لیتے چندہ بھی آپ کا اس ملک میں سب سے زیادہ ہوتا تھا آپ نہایت درجہ مخلص اور نیک آدمی تھے آپ نے اپنی ایک لڑکی کی شادی بھی ایک مبلغ کے ساتھ ہی کی اور ڈیڑھ سال ہوا فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے اہل و عیال کا حافظ و ناصر ہو اس ملک میں پہلے مبلغ مولوی محمد زہدی صاحب تشریف لائے اور کنارودت کے علاقہ میں تندہی سے کام کیا بعض لوگ آپ کے سخت مخالف ہوئے حتیٰ کہ ایک دوست جو اب احمدی ہیں مانڈو لیعقوب نے آپ کے قتل کرنے کی گھات میں کئی دنوں آپ کے پیچھے پیچھے پھرتے رہے بالآخر مانڈو لیعقوب صاحب پر حق کھل گیا اور آپ نے احمدیت قبول کر لی انہوں نے خود مجھے یہ واقعہ سنایا تھا آپ کے بعد مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری بطور مبلغ اس ملک میں تشریف لائے اور ایک لمبا عرصہ تک اس ملک میں کام کیا مکرم مرزا احمد ادریس صاحب شاہد ۱۹۵۳ء میں تشریف لائے اور ۱۹۶۲ء تک یہاں رہے اسی طرح مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز مرحوم اس ملک میں تشریف لائے آپ کا قیام یہاں بہت مختصر رہا اور جلد ہی داعی اجل کو آپ نے جوانی کی حالت میں اس ملک ہی میں لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے قبل ایک لمبا عرصہ آپ نے بطور انچارج مبلغ سنگاپور گزارا تھا۔ مارچ ۱۹۶۲ء میں خاکسار کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے مرکز نے بھجوایا احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح معنوں میں کام کرنے کی توفیق بخشے۔

(خاکسار بشارت احمد امروہی)

امریکہ کو بھارت کی امداد بہت مہنگی پڑے گی

اقوام متحدہ نے کشمیریوں کو حق خود ارادیت نہ دلایا تو اُس کا حشر بھی لیگ آف نیشنز کا سا ہوگا (صدر ایوب)

کراچی یکم مارچ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں اعلان کیا ہے کہ بھارت کی امداد اور اس کی ناجائز پالیسیوں کی حمایت کے لئے امریکہ کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی اور اگر بالآخر اس کی ساکھ ختم ہوگئی تو امریکی قوم کا یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ صدر ایوب نے اقوام متحدہ کو پھر متنبہ کیا کہ اگر وہ کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دلانے میں ناکام رہی تو اس کا حشر بھی لیگ آف نیشنز کا سا ہوگا۔ مقبوضہ کشمیر کے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے صدر ایوب نے کہا کہ ریاست میں بخشی کٹھ پتلی عہدوں پہ ہندوستانی افسر مقرر کرنے اور کٹھ پتلی حکومتیں بدلنے سے نہ تو حصول آزادی کے لئے اہل کشمیر کے عزم صمیم میں کوئی فرق آئے گا اور نہ ہی کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلانے کے سلسلہ میں ہمارے عزائم کو متاثر کیا جا سکے گا۔ عوام کا جذبہ حریت ہمیشہ کے لئے کچلا نہیں جا سکتا جس دن کشمیریوں کو اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنے کا موقعہ ملا وہ کشمیریوں کے لئے یوم نجات اور کشمیر کے غداروں کے لئے یوم حساب ہوگا صدر نے اس امر پر اظہار مسرت کیا کہ حفاظتی کونسل کے ارکان کی بھاری اکثریت نے اپنے حالیہ اجلاس میں یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ کشمیر کا تنازعہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے اور انھوں نے اسی تنازعہ کو اقوام متحدہ کی سابقہ قراردادوں کے مطابق حل کرنے پر زور دیا۔

صدر ایوب نے اقوام متحدہ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے دروازے ساری قوموں کے لئے کھلے رکھے اور تمام تنازعات حق و انصاف کے مسلمہ اصولوں کے مطابق طے کرائے آپ نے کہا اقوام متحدہ کا ادارہ اتنا طاقتور اور موثر ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے فیصلوں کو نافذ کرا سکے صدر ایوب نے متنبہ کیا کہ اگر عالمی ادارہ نے کشمیریوں کو حق خود ارادیت نہ دلایا اور تنازعات کے تصفیہ میں حق و انصاف اور غیر جانبداری کے اصولوں کو نظر انداز کر دیا تو اس کا حشر بھی لیگ آف نیشنز کا سا ہوگا۔

"تنازعہ کشمیر کے سلسلہ میں بھارت کے بلے معنی دلائل کا صدر ایوب نے مدلل جواب دیا اور بھارتی حکومت کی موقعہ پرستانہ ذہنیت کی شدید مذمت کی آپ نے کہا جو ملک بھارت کو طاقتور بنا کر چین کے خلاف کھڑا کرنا چاہتا ہے انھیں آخر کار زک اٹھانی پڑے گی۔

"میں نے مصالحت کرانے کی پیشکش نہیں کی"

ڈھاکہ ۱۲ مارچ صدر محمد ایوب خان نے اس بات کی تردید کی کہ انھوں نے چین اور امریکہ کے درمیان مصالحت کرانے کی پیشکش کی تھی آپ نے کراچی سے یہاں پہنچنے کے بعد ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ہم یا امریکی حکومت دوسروں کے امور میں یا کسی ملک کے داخلی معاملات میں دخل دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تاہم اگر کوئی شخص مجھے ایسا کرنے کے لئے کہے تو میں مصالحت کرانے کشیدگی کم کرنے اور ایشیا کی مشکلات دور کرنے میں اپنی مساعی بروئے کار لانے کو تیار ہوں

صدر ایوب کی گورنر منعم خاں سے بات چیت

ڈھاکہ ۱۲ مارچ صدر محمد ایوب خان کل مشرقی پاکستان کے آٹھ دن کے دورہ پر کراچی سے ڈھاکہ پہنچے آپ نے یہاں اپنی آمد کے فوراً بعد ایوان صدر میں صوبائی گورنر مسٹر عبدالمنعم خان سے بات چیت کی۔

انگلستان میں عبدالمجید خان صاحب کی افسوسناک وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی کے فرزند عبدالمجید خان صاحب ۲۵ اور ۲۶ فروری ۱۹۶۴ء کی درمیانی رات بعمر تیس سال مختصر سی علالت کے بعد لندن میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کے بھتیجے اور مکرم مولوی غلام احمد صاحب فاضل آف بدوملہی کے بھانجے اور مکرم منظور احمد خان صاحب ناظم مال مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے برادر اصغر تھے

مرحوم بسلسلہ ملازمت تین سال سے زائد عرصہ سے انگلستان میں مقیم تھے وہاں سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے جماعت احمدیہ ساؤتھ ہال میں پہلے آپ نے بطور سیکرٹری اصلاح و ارشاد کام کیا اور آج کل آپ وہاں سیکرٹری مال کے طور پر خدمات بجا لا رہے تھے۔

مرحوم کا جنازہ بذریعہ ہوائی جہاز مورخہ ۵ مارچ کو لندن سے لاہور پہنچ رہا ہے وہاں سے جنازہ بغرض تدفین ربوہ لایا جائے گا مرحوم نے دو بچے (ایک لڑکی اور ایک لڑکا) اپنی یادگار چھوڑے ہیں مرحوم کی بیوہ اور دونوں بچے لندن میں ہی ہیں

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام قرب سے نوازے نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین

تعلیم الاسلام کالج یونین کے سالانہ بین الکلیاتی مباحثے

(بقیہ صفحہ اول)

اردو مباحثہ کا آغاز ۲۹ فروری کی رات کو کالج کے سالانہ ڈنر کے بعد ۸ بجے کے قریب کالج کالج ہال میں یونین کے سٹوڈنٹس پریذیڈنٹ عبدالرشید شریف صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ ازاں بعد یونین کے سیکرٹری صاحب اور جمیل لطیف صاحب نے یونین کے گزشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد صاحب صدر نے اردو مباحثہ کے منصف صاحبان مکرم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا (منصف اعلیٰ) مکرم نسیم باجوہ صاحب اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ کا تعارف کرایا۔ بعدہٗ سیکرٹری کالج یونین نے مباحثہ کے قواعد پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد تعلیم الاسلام کالج کے عطاء المجیب راشد صاحب نے قائد ایوان کی حیثیت سے یہ قرارداد پیش کی کہ اس ایوان کی رائے میں مسلمان ممالک میں باہمی اتحاد و تعاون ناگزیر ہے انہوں نے اس قرارداد کے حق میں ایک زوردار تقریر کی۔ ان کے بعد تعلیم الاسلام کالج کے دوسرے مقرر کریم قمر صاحب نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے زیر بحث قرارداد کی مخالفت میں اپنے دلائل پیش کئے اسکے بعد باقاعدہ بحث کا آغاز ہوا جس میں پنجاب یونیورسٹی اور ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے علاوہ گورنمنٹ کالج رحیم یار خان ایس ای کالج بہاولپور گورنمنٹ پولی ٹیکنک راولپنڈی ایم سی کالج منٹگمری بہاولنگر، ٹی۔آئی۔ کالج گھٹیالیاں گورنمنٹ کالج لائلپور، اسلامیہ کالج لاہور گورنمنٹ کالج سرگودھا۔ گورنمنٹ کالج جھنگ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، لاء کالج لاہور گورنمنٹ کالج لاہور، اور گورنمنٹ کالج گلبرگ لاہور کے تیس مقررین نے موضوع کے حق اور اسکی مخالفت میں تقاریر کیں۔ زرم گرم دلچسپی اور دھواں دھار تقاریر کا یہ سلسلہ ۱۱ بجے کے بعد تک جاری رہا۔ مباحثہ کے اختتام پر جب صدر نے زیر بحث قرارداد سے متعلق ایوان کی رائے معلوم کی تو سارے ایوان نے یک زبان ہو کر قرارداد کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔

منصف صاحبان کے فیصلے کے مطابق ایم سی کالج منٹگمری بہاؤ الدین کے نسیم اختر صاحب اول، تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے عطاء المجیب صاحب راشد دوم محمد امین صاحب گوجرانوالہ سوم اور ارشد ترمذی صاحب آف پنجاب یونیورسٹی چہارم قرار پائے۔ چونکہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے مقررین انعام کی خاطر نہیں بلکہ صرف پوزیشن کی خاطر بحث میں شریک ہوئے تھے۔ اس لئے عطاء المجیب صاحب راشد کو دوم پوزیشن حاصل کرنے کے باوجود انعام کا مستحق نہ قرار دیا تھا۔ لہٰذا محمد امین صاحب گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ اور ارشد ترمذی صاحب پنجاب یونیورسٹی لاہور علی الترتیب دوم اور سوم انعام کے مستحق قرار دئے گئے بحیثیت ٹیم مجموعی طور پر ٹرافی انجینئرنگ یونیورسٹی کے حصہ میں آئی۔ اس مباحثہ میں انجینئرنگ یونیورسٹی کی طرف سے فہیم آفریدی صاحب اور جاوید اسلام صاحب آغا نے حصہ لیا تھا۔ حوصلہ افزائی کا انعام منہاج الدین صاحب تبسم گورنمنٹ کالج سرگودھا کے حصہ میں آیا

منصف اعلیٰ مکرم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ نے فیصلے کا اعلان کرنے کے بعد کامیاب مقررین اور ٹیموں میں انعام تقسیم فرمائے۔ جس کے بعد صاحب صدر نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرنے کے بعد دسویں آل پاکستان بین الکلیاتی مباحثوں کے اختتام پذیر ہونے کا اعلان کیا۔

درخواست دعا

مکرم پیر خلیل احمد صاحب فاضل نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ آجکل تکلیف بڑھ گئی ہے اور بہت زیادہ کمزور ہوگئے ہیں۔ پیر صاحب صدر انجمن احمدیہ کے پرانے کارکنان میں سے ہیں اور حضرت پیر افتخار احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے لڑکے ہیں۔ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ۔ بزرگان سلسلہ درویشان اور دیگر احباب سے درخواست ہے کہ مکرم پیر صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار ظہور احمد آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ